غلام احمد قادیانی

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل قادیان

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ۶ ؎ ششماہی للعہ سہ ماہی عا

خدمت جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۱۵ | مورخہ ۸ اگست ۱۹۲۵ء یوم شنبہ مطابق ۱۷ محرم الحرام ۱۳۴۴ھ | جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ مگر پاؤں کی تکلیف کسی قدر باقی ہے۔

(۲) صاحبزادہ منور احمد صاحب کو بخار سے آرام ہے۔ مگر عزیزہ امۃ القیوم تاحال بیمار ہے۔ مگر بہ نسبت پہلے کے بخار میں کمی ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو صحت کامل بخشے (۳) چودھری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لار کی جگہ جناب مرزا ناصر علی صاحب وکیل فیروزپور دو ماہ کے لئے صدر انجمن قادیان کے مشیر قانونی مقرر ہوئے ہیں (۴) ۴ مولوی رحمت علی صاحب بی۔ اے۔ ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان جو عنقریب سماٹرا میں تبلیغ کے لئے روانہ ہونیوالے ہیں۔ طلباء سماٹرا احمدیہ سکول نے الوداعی دعوت دی۔ اور طلباء بورڈنگ مدرسہ احمدیہ نے ایڈریس دیا (۵) ہر دو سکولوں نیز گرلز سکول میں موسمی تعطیلیں ہو گئی ہیں۔ طلباء اپنے اپنے گھروں کو جا رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے مسجد مبارک میں ہر دو سکول کے بچوں کیلئے ۲۸ اگست بعد نماز عصر کریمی پر دودھ تقسیم

ماریشس میں تبلیغ احمدیت

(مولوی حافظ غلام محمد صاحب بی اے مبلغ سلسلہ احمدیہ کے قلم سے)

نماز عید

۲ جولائی ۱۹۲۵ء بروز جمعرات عید الاضحیٰ دار السلام روز ہل میں پڑھی گئی۔ قریباً تمام احمدی احباب حاضر تھے۔ سوائے معدودے چند کے جو بیمار یا معذور تھے۔ پلاؤ قورمہ کی دعوت عام دی گئی۔ اور بڑے زور سے چندہ ایک لاکھ کی تحریک میں شمولیت کی درخواست کی گئی۔

آریہ سماج کی کوششیں

اس وقت تبلیغی حالات خدا کے فضل سے ہمارے موافق نظر آتے ہیں۔ جیمنی مہتہ ایک آریہ وکیل جو رنگون میں کام کرتے رہے ہیں۔ یہاں آئے ہیں۔ ان کے آنے سے آریہ سماج میں ایک خاص جوش ہے۔ یہاں ہندوؤں کی شودر کلاس زیادہ ہے۔ برہمن کھشتری بہت کم ہیں۔

اگرچہ آریہ سماجیں ماریشس کے بہت سے مقامات پر تھیں۔ مگر ان کے نظم و نسق میں قدرے گڑبڑ تھی۔ جس کی اصلاح کے لئے مہتہ جیمنی صاحب کو یہاں بلایا گیا ہے۔ یہاں ہندوؤں میں باہم برہمن سوائے برہمنوں کے کسی سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ اور کھشتری سوائے چھتریوں کے کسی سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ البتہ برہمن مسلمانوں۔ عیسائیوں سے ہاتھ ملا لیتے ہیں۔ چونکہ آریہ سماج میں داخل ہونے سے چمار بھی وید پڑھ کر برہمن ہو سکتا ہے۔ اس لئے چمار وغیرہ نیچ ذات آریہ سماج میں زیادہ تر ہیں۔ چھتری برہمن بہت ہی شاذ و نادر۔

آریہ سماج کو دعوت

چونکہ سماج میں گانے بجانے کی منڈلی بھی ہوتی ہے۔ اس لئے نوجوان ہندو اس میں اکثر گانے بجانے کے لئے شامل ہو جاتے ہیں۔ یہاں کے ہر مقام کی آریہ سماج مہتہ جیمنی صاحب کو ایک ایک ہفتہ کے لئے اپنے لوکل خرچ پر اپنے ہاں بلاتی ہے۔ وہ صرف انگریزی اور اردو جانتے ہیں۔ اور اہل یورپ کی رائیں اپنے لیکچر میں سناتے ہیں۔ مگر ویدوں سے کچھ نہیں سناتے۔ ہم نے انہیں کہلا بھیجا تھا۔ کہ ہم دار السلام میں قرآن شریف کا درس

مسلمانوں آریوں کی یورش

مختلف حصص ہند میں

مسلمانوں کی فوری توجہ کی ضرورت

مختلف علاقوں سے متواتر خبریں آرہی ہیں۔ کہ آریوں نے دوبارہ مسلمانوں میں شدھی کا کام شروع کر دیا ہے ریاستہائے کشمیر اور ریوجھ شامل ہیں۔ سے پور اور جودھ پور جنوب میں۔ اور علاقہ لکھنؤ مرکز ہند میں سناتر ہیں۔ علاقہ سانبھر میں بھی متعدد شدھیاں ہو چکی ہیں۔ اور بعض قوموں کی تو آریوں کے ساتھ تبادلہ خیالات کر رہی ہیں۔

رپورٹوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سناتنی ہندو اخلاقی اور مالی رنگ میں آریوں کی برابر مدد کر رہے ہیں۔ شدھی کے معاملہ میں آریوں اور سناتنیوں میں کوئی اختلاف نہیں علاقہ آگرہ میں علماء کی مخالفت کا تلخ تجربہ جو ہمیں ہوا ہے اسکی وجہ سے ہم اس کام میں دخل دینے سے متامل ہیں۔ اس لئے ہم عام طور پر مسلمانوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ اس طرف ابھی سے توجہ کرنی چاہیئے۔ جب آریوں کا اثر گہرا ہو گیا۔ تو اس کے زائل کرنے میں بہت سی مشکلات ہونگی۔ اس سے پہلے سستی کی وجہ یہ قرار دی جا سکتی تھی کہ ہندوؤں کے لئے مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملانا ناممکن ہے۔ اب یہ بھی عذر دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا جا سکتا۔ چونکہ ہماری جماعت کے ممبر تمام ہندوستان میں پھیلے ہوئے ہیں اور ان کو ہدایت ہے کہ اس قسم کے واقعات سے اطلاع دیتے رہیں۔ اس لئے ان دنوں متواتر شدھی کی خبریں آرہی ہیں بلکہ ہندوستان کے باہر ہندوستانی نوآبادیوں میں بھی یہ پروپیگنڈا بڑے زور سے شروع ہے۔ اور اس کام کے لئے اخبار جاری کئے گئے ہیں۔ اور ہندی زبان میں کثرت سے ایسے رسائل شائع کئے گئے ہیں جنہیں اسلام کے خوبصورت چہرہ کو نہایت بدنما صورت میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور آگرہ کے علاقہ میں جو ہینڈبل شائع کئے گئے تھے۔ وہ اب تمام ہندوستانی نوآبادیوں میں شائع کئے جا رہے ہیں۔

امید ہے کہ مسلمان عام طور پر اور علماء خاص طور پر اس خطرہ عظیم کی طرف توجہ فرمادینگے۔ ورنہ اسلام اور مسلمانوں کو ان نقصانات اور مصائب سے سابقہ پڑیگا۔ جو انہیں ارتداد میں اٹھانی پڑتی ہیں۔

ناظر دعوت وتبلیغ۔ قادیان دارالامان

مسلمانوں میں جس پر شمولیت کے لئے آریہ سماج کے بڑے بڑے آدمیوں کو معہ جیمنی صاحب کے دعوت دیتے ہیں۔ ایک اتوار ہمارا درس قرآن کریم ہو۔ اور دوسرے اتوار آریہ صاحبان اپنی جگہ وید کا درس باقاعدہ شروع سے سنائیں۔ اور ہمیں اس میں شمولیت کی دعوت دیں۔ مگر انہوں نے اس سے یہ کہکر انکار کر دیا ہے کہ ایسا کرنا بہت مشکل ہے

ایک آریہ سے گفتگو

ہم جماعت احمدی ایک سناتن ہندو کی دعوت میں مدعو تھے ۲۷ جون ہم سلیا گنگو بڑی عزت سے ہمیں ایک علیحدہ مکان میں ٹھیرایا گیا۔ ہم نے وہیں مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں۔ اور وہیں کھانا کھایا۔ کچھ دیر کے بعد ایک آریہ خیال ہندو نے مجھے مخاطب کر کے کہا۔ قادیانی صاحب! مرنے کے بعد روح کہاں جاتی ہے۔ میں نے کہا۔ اللہ کی طرف سے آتی ہے۔ اور اسی کی طرف جاتی ہے۔ باتوں باتوں میں آواگون کا مسئلہ چل پڑا۔ اور پھر گوشت خوری بحث میں نے کہا کہ یجر وید ادھیائے ۲۱۔ منتر ۴۳ میں گوشت کھانے کا ذکر ہے۔ تو سب ہندو چونک پڑے۔ اور کہنے لگے۔ اس کا ہم کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ تو ایک پنڈت صاحب کو میرے سامنے لا بٹھایا۔ جنہوں نے کہا۔ ایک شبد کے کئی معنے ہو سکتے ہیں۔ سنوگن لوگوں کو گوشت کھانا منع ہے

وید عالم کوئی آریہ نہیں

میں نے بہتیرا کہا۔ یجر وید لاؤ مگر وہ ٹال مٹول کرتے رہے انہوں نے کہا۔ وید سوامی دیانند جی بھی نہیں جانتے تھے۔ کیونکہ ۲۰ برس تو دیا کرن پڑھنے میں لگتے ہیں۔ اور بموجب تحریر سوامی دیانند جی بارہ برس ایک وید کے پڑھنے میں لگتے ہیں۔ اسلئے چاروں ویدوں کے پڑھنے کے لئے اڑتالیس برس چاہیے اگر کم از کم پانچ برس بچپن کے سمجھے جائیں۔ تو یہ تہتر برس ہوئے۔ مگر سوامی دیانند جی تو صرف ۵۹ برس جئے۔ وہاں اور انکے لوگوں میں یہ بات مشہور ہو گئی۔ قادیانی مولوی نے پنڈت کے سامنے یجر وید سے گوشت کھانا ثابت کر دیا۔

آریوں کا پروپیگنڈا

آریوں کا ایک اخبار ہفتہ وار شائع ہوتا ہے جو آدھا انگریزی اور آدھا ہندی اسی طرح کا سناتنیوں کا ایک اخبار روزانہ نکلتا ہے۔ ان میں مسائل اسلام پر جیمنی صاحب کے اعتراضات شائع ہوتے ہیں۔ ان کے جواب میں ایک مسلمان نے بھی مضامین شائع کرائے لیکن سناتنی اخبار نے آیندہ اس بحث کو بند کر دیا۔ اور آریہ اپنے اخبار میں جواب شائع نہیں کرتے۔ عام مسلمان ہم سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ جواب دیں۔ جو ٹریکٹوں کے ذریعہ دئے جائینگے

درخواست دعا

میری دائیں آنکھ پر ناخونہ چڑھ رہا ہے جسکی وجہ سے پڑھنے لکھنے میں بہت دقت ہوتی ہے

احباب دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ شفا دے

احمدیان نیروبی کا انفاق فی سبیل اللہ

احباب کرام الفضل ۳۰ اپریل میں یہ خبر پڑھ چکے ہیں کہ افریقہ کے احمدی احباب نے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا سے احمدیہ ہال خریدنے کے باوجود تحریک ایک لاکھ میں کافی حصہ لیا۔ جنکی فہرست چندہ اخبار میں دی جا چکی ہے۔ علاوہ ازیں مفصلہ ذیل چندے احباب نے عطا فرمائے۔ جن کا شکریہ جماعت احمدیہ نیروبی کی طرف سے ادا کرتا ہوں۔ اور تمام احمدی احباب سے درخواست ہے کہ وہ ان کے لئے دعا کریں کہ خداوند کریم انکو اپنے مقاصد میں کامیاب کرے۔

ڈاکٹر ولایت شاہ صاحب ۳۰۰ شلنگ۔ چندہ تحریک ایک لاکھ۔

عبد الحمید صاحب کجاڈو ۸۰ 〃 مساکین فنڈ

شیر محمد صاحب برادر دوست محمد صاحب ۱۰۰ شلنگ اشاعت اسلام میں اپنے لڑکے کے تولد کی خوشی میں دیا۔ خدا مولود کی عمر دراز کرے اور خادم دین بنا دے آمین

چونکہ افریقہ کی جماعت احمدیہ نے ایک قلیل عرصہ کے اندر ہزاروں روپے نہایت فراخدلی سے خدا کی راہ میں قربان کر کے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ثبوت پیش کیا ہے۔ لہذا بحیثیت محاسب میری ذمہ داری بڑھ گئی ہے کہ میں اپنے بھائیوں کو یقین دلاؤں۔ کہ سلغات جماعت احمدیہ کے عین منشاء کے ماتحت خرچ کئے گئے ہیں۔ چنانچہ اسکے ثبوت میں دو نقول سرٹیفکیٹ جو آڈیٹر صاحب کی طرف سے موصول ہوئی ہیں پیش کرتے ہوئے تمام احمدی احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے لئے دعا کریں کہ خداوند کریم مجھے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے منشاء کے ماتحت کام کرنے کی توفیق بخشے

خاکسار عمر الدین احمدی پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ نیروبی

نیروبی ۷ر مئی ۱۹۲۵ء

بخدمت جناب آنریری سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ نیروبی

جنابمن! کیش بک۔ کھاتہ اور دو عدد رسید بکیں جو کہ پڑتال کیلئے مجھے بھیجی گئی تھیں۔ چٹھی ہذا کے ہمراہ واپس کرتے ہوئے میں جناب کو مطلع کرتا ہوں کہ میں نے دو چٹوں اور تمام ان رقوم کی پڑتال کر لی ہے۔ جو ۱/۱۲/۲۴ سے لیکر ۳۰/۴/۲۵ تک خرچ ہوئیں۔ ان سب رقوم کا اندراج حسب ضابطہ درست اور باقاعدہ طور پر کیا گیا ہے۔ کتب حساب کی پڑتال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مبلغ ۱۶۲۴/۳ شلنگ کا بقایا جو کہ خزانچی کے پاس ہے بالکل درست ہے۔ تمام کتب دیانتدارانہ طریق پر رکھی گئی ہیں۔ اور میں اس بات کے بیان کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ موجودہ اکونٹنٹ نے اپنا تمام کام نہایت عمدہ اور قابل تعریف طریق پر کیا ہے

آپ کا خیر خواہ (دستخط) اے۔ این۔

بخدمت جناب سکرٹری صاحب احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن نیروبی

جنابمن! اطلاعاً عرض کرتا ہوں کہ میں نے آپ کی ایسوسی ایشن کا تمام حساب از ابتدائے ۱/۵/۲۴ الغایت ۳۰/۴/۲۵ پڑتال کیا ہے۔ اور میں آپکو مطلع کرتا ہوں کہ خزانچی کے پاس ۲۴۳/۴۸ شلنگ کی جو رقم باقی ہے وہ از روئے حساب بالکل درست ہے۔ تمام رسیدوں اور اخراجات کے دو چٹوں کا اندراج بالکل صحیح طور پر ہے۔ اور اس وقت تک تمام حسابات تسلی بخش ہیں۔ آپ کا خیر خواہ (دستخط) ایم راہین

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
الفضل
یوم شنبہ - قادیان دار الامان - ۸ اگست ۱۹۲۵ء

کیا اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے؟

قرآن شریف اور قتل مرتد

کیا قرآن کریم قتل مرتد کے سوال پر ساکت ہے؟

(نمبر ۲۰)

(حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب بی اے کے قلم سے)

تیسری آیت:- من کفر باللہ بعد ایمانہ الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان ولکن من شرح بالکفر صدرا فعلیھم غضب من اللہ ولھم عذاب عظیم۔ ذلک بانھم استحبوا الحیوۃ الدنیا علی الاخرۃ وان اللہ لا یھدی القوم الکافرین (سورہ نحل ع ۱۴)

جو شخص ایمان لائے پیچھے خدا تعالےٰ کے ساتھ کفر کرے سوائے اسکے جو کفر پر مجبور کیا جائے۔ اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔ لیکن ہاں جو جی کھول کر کفر کرے۔ تو ایسے لوگوں پر خدا کا غضب اور ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرۃ کے مقابلہ میں پسند کیا۔ اور یہ کہ اللہ ان لوگوں کو جو کفر کرتے ہیں۔ ہدایت نہیں دیا کرتا ؀

اس آیہ کریمہ میں بھی دوسری آیات کی طرح صرف اُخروی سزا کا ذکر ہے۔ قتل کی سزا کا کوئی ذکر نہیں۔ لیکن مولوی ظفر علیخان صاحب اس آیہ کریمہ پر یہ جرح کرتے ہیں۔ کہ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ اُخروی وعید کے علاوہ اس دنیا میں کوئی اور سزا نہ ملنی چاہیئے ؀

اول تو کسی آیت میں بھی قتل کی سزا کا ذکر نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ ارتداد کی سزا قتل نہیں ہے۔ لیکن اگر اس آیت پر غور کیا جائے۔ تو صرف یہی ظاہر نہیں ہوتا کہ اس میں صرف اُخروی سزا پر انحصار کیا گیا ہے۔ بلکہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ارتداد کی سزا قتل نہیں ہے کیونکہ (۱) قتل کی سزا میں اکراہ لازم آتا ہے۔ اور اس آیہ کریمہ میں کنایۃً (اور دیگر آیات میں صراحتاً) اکراہ فی الدین کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ اور ایسے لوگوں کو جو تبدیلی عقائد کی وجہ سے لوگوں کو دکھ دیتے ہیں۔ بُرا کہا گیا ہے۔

(۲) اس آیہ کریمہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ عقائد کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔ پس اگر ایک انسان قتل کے خوف سے ظاہر میں ایمان کا اقرار بھی کرے۔ مگر دل سے کافر ہو۔ تو ایسے اقرار سے مسلمانوں کو یا خود اس شخص کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے ؀

(۳) ان آیات میں مرتدین پر غضب کی وجہ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:- ذلک بانھم استحبوا الحیوۃ الدنیا علی الاخرۃ۔ یعنے یہ غضب اور یہ عذاب اس لئے ہے۔ کہ انہوں نے ورلی زندگی کو آخرت کے مقابل میں پسند کیا۔ ان الفاظ سے بھی پایا جاتا ہے۔ کہ ارتداد کی سزا قتل نہیں تھی۔ کیونکہ مرتدوں کو اگر فوراً ارتداد کے بعد قتل کر دیا جاتا۔ تو ذلک بانھم استحبوا الحیوۃ الدنیا علی الاخرۃ والی غرض پوری نہیں ہو سکتی تھی ؀

یہ غرض تو اسی صورت میں پوری ہو سکتی تھی کہ ارتداد کے بعد وہ زندہ رہتے۔ اور ان کے قتل کا حکم نہ ہوتا۔

چوتھی آیت:- ان الذین اٰمنوا ثم کفروا ثم اٰمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم سبیلا (سورہ نساء ع ۲۰)

جو لوگ اسلام لائے۔ اور پھر اسلام سے انکار کر دیا پھر اسلام لائے۔ اور پھر انکار کیا۔ اور پھر اسکے بعد کفر میں بڑھتے گئے۔ تو خدا نہ تو انکی مغفرت ہی کریگا۔ اور نہ ان کو راہِ راست ہی دکھائے گا۔

اس آیت پر بھی یہی اعتراض کیا گیا ہے۔ کہ اس میں اگر دنیوی سزا کی صراحت نہیں۔ تو نفی بھی نہیں۔ میں کہتا ہوں یہی تو سعرض بحث ہے۔ کہ باوجود قرآن کریم میں کئی جگہ مرتدین کا ذکر ہونے کے پھر تمہاری مزعومہ سزا کا کہیں ذکر نہیں۔ اگر یہ سزا ہوتی۔ تو ضرور کسی نہ کسی جگہ اس کا اشارہ ہوتا۔ پس ہماری دلیل یہ ہے۔ کہ ہر جگہ ارتداد کی سزا اُخروی عذاب ہی فرمانا قتل کی نفی ہے۔

دوسرے اس آیت میں دو دفعہ ایمان اور دو دفعہ کفر کا ذکر ہے۔ اور پھر اصرار علی الکفر کا ذکر ہے۔ اگر ارتداد کی سزا قتل ہوتی۔ تو ایسے نظارہ کا مشاہدہ ناممکن تھا۔ قتل کی سزا کی موجودگی میں کسی جماعت یا فرد سے ایسی جرأت کا ظہور نہیں ہو سکتا تھا۔

تیسرے ثم ازدادوا کفرا میں ایک لمبے عرصہ کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ دو تین دن کی مہلت میں توبہ نہ کرنے پر یہ الفاظ چسپاں نہیں ہو سکتے۔ بلکہ یہ ایک لمبا عرصہ چاہتے ہیں۔ پس اس آیت کے الفاظ یقینی طور پر ظاہر کرتے ہیں کہ کسی کو محض ارتداد کی وجہ سے قتل نہیں کیا جاتا تھا ؀

چوتھے۔ اس آیت کے متعلق حسن بصری رضی کا یہ قول ہے کہ انھم طائفۃ من اھل الکتٰب ارادوا تشکیک اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فکانوا یظھرون الایمان بحضرتھم ثم یقولون قد عرضت لنا شبھۃ فیکفرون ثم یظھرون ثم یقولون قد عرضت لنا شبھۃ اُخری فیکفرون ویستمرون علے الکفر الی الموت وذلک معنی قولہ تعالیٰ وقالت طائفۃ من اھل الکتٰب الی لعلھم یرجعون (روح المعانی جلد ۲ صفحہ ۱۹۶) یعنے اس آیت میں جن لوگوں کا ذکر ہے۔ وہ اہل کتاب کی ایک جماعت تھی جنھوں نے صحابہ کے دل میں اسلام کے متعلق شک ڈالنا چاہا۔ اس لئے ان کے پاس آ کر وہ یہ ظاہر کرتے۔ کہ ہم بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں۔ پھر بعد میں کہتے۔ کہ ہمارے دل میں شبہ پیدا ہو گیا ہے۔ اور ارتداد اختیار کرتے۔ پھر اگر ایمان کا اظہار کرتے۔ پھر کہتے کہ ہمارے دل میں اور شبہ پیدا ہو گیا ہے۔ اور پھر اسلام سے انکار کرتے۔ اور پھر اسی انکار پر قائم رہتے۔ یہاں تک کہ مر جاتے۔ اور یہی معنے ہیں۔ اس آیہ کریمہ کے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اہل کتاب کی ایک جماعت نے کہا۔ کہ اول روز تو قرآن پر ایمان لاؤ

اور آخر روز میں انکار کردو۔ تا اس حیلے سے مسلمان اسلام سے روگردانی کرلیں۔ پس حضرت حسن بصری رضؓ کے اس قول سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مرتدین کو قتل کی سزا نہیں دی جاتی تھی۔

پانچویں آیت:۔ ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم ان استطاعوا ومن یرتدد منکم عن دینہ فیمت وھو کافر فاولئک حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرۃ واولئک اصحب النار ھم فیھا خالدون ۰ (بقرہ ع ۲۷) اور یہ کفار تم سے برابر لڑتے ہی رہینگے۔ یہاں تک کہ اگر ان کا بس چلے۔ تو تم کو تمہارے دین سے برگشتہ کردیں۔ اور جو تم میں سے اپنے دین سے برگشتہ ہوگا۔ اور کفر ہی کی حالت میں مرجائیگا تو ایسے لوگوں کا کیا کرایا دنیا اور آخرت دونوں میں اکارت گیا اور یہی ہیں دوزخی۔ اور وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ ہی میں رہینگے۔

اس آیہ کریمہ میں بھی کسی دنیوی سزا کا ذکر نہیں۔ اور یہ نہیں کہا گیا۔ کہ مرتد کو قتل کیا جائے گا۔

اس آیہ کریمہ پر مولوی ظفر علیخان صاحب جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اس آیت میں بھی فیمت کا لفظ سزائے قتل کا منافی نہیں۔ اس لئے کہ اول تو یہ لفظ موت بالقتل اور موت طبعی دونوں پر یکساں حاوی ہے۔ اور اس کے استعمال سے مقصود یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ عام مرتدین کے ساتھ ساتھ ان مرتدین کے متعلق بھی صراحت کردی جائے جو ارتداد اختیار کرتے ہی ہیئت حاکم اسلام کے دائرہ اثر و اقتدار سے باہر نکل جائیں۔ اور اسلامی حکومت کا محکمہ قضا ان پر حد جاری نہ کرسکے۔ اس کے علاوہ یہ آیت ان مرتدین کی حالت پر بھی منطبق ہوتی ہے۔ جو کسی غیر مسلم حکومت کے ماتحت ہونے کے باعث شرعی سزائے قتل سے محفوظ رہتے ہیں۔"

اس اقتباس میں اس آیہ کریمہ کے سزائے قتل کے منافی نہ ہونے کے دو وجوہات لکھے ہیں:۔ اول یہ کہ اس میں موت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جو قتل اور طبعی موت دونوں پر حاوی ہے۔ اور یہ مشترکہ لفظ اس لئے استعمال کیا گیا ہے۔ کہ عام مرتدین کے ساتھ ساتھ ان مرتدین کے متعلق بھی صراحت کردی جائے۔ جو اسلامی سلطنت سے بھاگ جانے کے باعث سزائے قتل سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ "عام مرتدین" سے مولوی صاحب کی مراد وہ مرتدین ہیں۔ جن کو قتل کی سزا دی جائے گی۔ مگر میں مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں۔ کہ بقول آپ کے موت کا لفظ رکھکر استثنائی صورت کی تو صراحت کردی گئی۔ مگر عام حکم کی بھی صراحت ہونی چاہیئے تھی جس کے ساتھ ساتھ اس استثنائی صورت کی وضاحت کی گئی ہے۔ وہ کہاں ہے؟ عام مرتدین کے متعلق تو قتل کی سزا تھی۔ اور ایسے احکام تو قانون کی کتاب میں ذو معنی الفاظ میں بھی نہیں دیئے جاتے۔ اول ضرورت تو عام قاعدہ کی تھی۔ کہ مرتد کو قتل کردو۔ اس حکم کی صراحت کی نہیں۔ اور بقول آپ کے استثناء کی صراحت کردی گئی ہے۔ مولوی صاحب! یہ تو استثناء ایسا نہیں تھا جس کے ذکر کی بھی ضرورت ہوتی۔ کیونکہ جس کو ذرا بھی عقل ہو۔ وہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ جو شخص ارتداد اختیار کرتے ہی ہیئت حاکم اسلام کے دائرہ اثر و اقتدار سے باہر نکل جائے اور اسلامی حکومت کا محکمہ قضا اسپر حد جاری نہ کرسکے ایسا شخص قتل سے محفوظ ہو جائے گا۔ پس اس امر کے سمجھانے کے لئے یہ ضرورت نہ تھی۔ کہ قتل کا لفظ چھوڑ کر موت کا لفظ استعمال کیا جاتا۔ اور قتل کے حکم کو ایسا مخفی کردیا جاتا۔ کہ سوائے مولوی ظفر علیخان صاحب کے دماغ کے اسکو کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا۔

اگر اس آیت میں یہی منشاء تھا۔ کہ قتل اور طبعی موت دونوں صورتوں کی صراحت کردی جائے۔ تو اس جگہ بھی وہی طریق اختیار کیا جاتا۔ جو ایسے موقعوں پر قرآن شریف میں دوسرے مقام پر اختیار کیا گیا ہے۔ نہ یہ کہ ایک غیر ضروری استثناء کی وضاحت کے لئے عام اور ضروری حکم کو اخفاء کے پردے میں چھپا دیا جاتا۔ کہ آج بھی کسی انسان کی عقل وہاں تک نہ پہنچ سکتی۔ اگر قتل اور طبعی موت دونوں صورتوں کے بیان کی ضرورت پیش آئے۔ تو قرآن شریف دونوں صورتوں کے اظہار کے لئے ایسا نہیں کرتا۔ کہ قتل اور موت کے لئے صرف موت کا ہی لفظ استعمال کرے۔ بلکہ دونوں لفظوں کو الگ الگ استعمال فرماکر صحیح مفہوم کو واضح فرماتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورہ آل عمران میں فرماتا ہے:۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم۔ اگر محض موت کے لفظ میں دونو مفہوم موجود تھے۔ اور دونو کی صراحت کے لئے یہی ایک لفظ کافی تھا۔ تو پھر قتل کا لفظ بلا وجہ کیوں بڑھایا گیا۔

پھر قتل کے لفظ کی جگہ موت کا لفظ اختیار کرنے کی دوسری حکمت مولوی صاحب یہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ تا یہ آیت ان مرتدین کی حالت پر بھی منطبق ہو جائے۔ "جو کسی غیر مسلم حکومت کے ماتحت ہونے کے باعث شرعی سزائے قتل سے محفوظ رہتے ہیں۔ مثلاً جس طرح آجکل ہندوستان کے ملکانہ ارتداد کے مرتدین محفوظ و مصئون ہیں"

مولوی صاحب اس آیہ کریمہ کو پھر نظر اٹھا کر دوبارہ پڑھیں اور بتائیں کہ اس میں اول مخاطب کون لوگ ہیں کیا وہ جو اسلامی حکومت میں بود و باش رکھتے تھے۔ یا وہ جو ہندوستان یا چین میں سکونت رکھتے تھے۔ جب اول مخاطب وہ لوگ تھے جنہیں سے ارتداد اختیار کرنیوالوں پر بقول مولوی صاحب قتل کی سزا جاری کرنی چاہیئے تھی تو پھر کیا وجہ ہے کہ قتل کے حکم کی تو وضاحت نہ کی گئی۔ جبکی وضاحت کی سب سے پہلے ضرورت تھی۔ اور ہندوستان کے ملکانہ ارتداد کے ملکانوں کے متعلق وضاحت کردی گئی کہ انکو قتل نہ کیا جائیگا۔ یہ تو ایسا مسئلہ تھا کہ اسکی نسبت دیوبند کا ایک ادنیٰ درجہ کا مولوی بھی نہایت آسانی سے اجتہاد اور قیاس کرسکتا تھا اصل ضرورت تو عام مرتدین کے متعلق فیصلہ سنانے کی تھی۔ اسکی تو وضاحت نہ کی گئی۔ اور استثنائی صورتوں پر زور دیا گیا۔

مولوی صاحب! آپ ادھر ادھر کیوں ہاتھ پاؤں مارتے ہیں۔ کیوں ایک آیت قرآنی کے صاف مفہوم سے بچاؤ ڈھونڈنے کے لئے اسکو بلا ضرورت استثنائی صورتوں پر چسپاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیوں دیانتداری سے صاف طور پر اقرار نہیں کرلیتے۔ کہ یہ آیت سب مرتدین کے متعلق ہے۔ اور فیمت کا لفظ اور صرف اخروی سزا کا ذکر صاف طور پر بتلا رہے ہیں کہ مرتد کی سزا قتل نہیں ہے۔ یہ آیت بطور ایک تحذیر کے نازل ہوئی ہے۔ اور اگر مرتد کے لئے قتل کی سزا مقرر ہوتی۔ تو یہ اسکے ذکر کا عین محل تھا مگر اس موقعہ پر اس سزا کا ذکر نہ ہونا صاف بتاتا ہے کہ اسلام میں ارتداد کی سزا قتل نہیں ہے۔ دیکھو صاحب روح البیان اس آیہ کریمہ کے متعلق کیا لکھتے ہیں:۔ ھو تحذیر من الارتداد وفیہ ترغیب فی الرجوع الی الاسلام بعد الارتداد الی حین الموت۔ (روح البیان جلد ۱ ص ۲۲) اس آیت میں ارتداد سے ڈرایا گیا ہے نیز اس بات کی ترغیب دی گئی ہے۔ کہ وہ ارتداد سے رجوع کرکے پھر اسلام کی طرف لوٹ آویں۔ اور یہ موقعہ انکو آخری دم تک حاصل ہے۔

نہایت تعجب کی بات ہے کہ رحیم و کریم خدا تو مرتدین کو زندگی بھر کی مہلت دیتا ہے تا وہ ارتداد سے رجوع کرکے اسلام قبول کرلیں۔ اور اسطرح اخروی عذاب سے کسی طرح بچ جاویں لیکن ہمارے علماء میں سے بعض تو یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ انہیں فوراً قتل کردو۔ ایکدم مہلت کی بھی ضرورت نہیں اور بعض زیادہ سے زیادہ تین دن کی مہلت دینے پر بڑی مشکل سے راضی ہوتے ہیں۔ دیکھو اسلام کی کیسی پاکیزہ اور رحیمانہ تعلیم کو کیسے خونی اور گندے پیرایہ میں دنیا کے آگے پیش کیا جاتا ہے۔ اور اسلام کے دلکش چہرہ کو کیسا بھیانک بناکر دکھایا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ تو اپنے رحم سے موت تک مرتد کو موقعہ دیتا ہے کہ وہ توبہ کرکے اخروی عذاب سے کسی طرح بچ جائے۔ مگر بیچارے مولوی ظفر علیخان صاحب ہیں کہ قتل مرتد کا مسئلہ ثابت کرنیکے لئے فرماتے ہیں کہ عام مرتدین کے لئے یہاں موت سے مراد قتل ہی ہے اور طبعی موت صرف ان لوگوں کیلئے مراد ہوسکتی ہے۔ جن پر ہمارے علماء کرام کا فتویٰ جاری نہیں ہوسکتا۔

اس آیت کریمہ کی بحث میں ہندوستان کے حلقۂ ارتداد کی طرف اشارہ کرکے مولوی ظفر علی خاں صاحب نے ضمناً یہ بھی جتا دیا ہے۔ کہ آج ہندوستان میں بجائے مسیحی سلطنت کے مولوی ظفر علی خاں صاحب اور ان کے ہم خیال مولوی صاحبان کے ہاتھ میں عنان اقتدار ہوتی۔ تو ملکانوں کے ساتھ کیا سلوک ہوتا۔ اگر آج وہ قتل سے مصئون و محفوظ ہیں۔ تو یہ صرف مسیحی سلطنت کی بدولت ہے ؏

مولوی صاحب کا عقیدہ خواہ کچھ ہی ہو۔ مگر قرآن شریف کی آیات پر جب انہوں نے جرح کی ہے۔ تو اپنے ضمیر اور کانشنس کو عمداً بالائے طاق رکھ کر صرف اپنے قلم کے زور سے سفید کو سیاہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ خود ان کا قلب جانتا تھا کہ جو کچھ میں لکھ رہا ہوں صرف میری سینہ زوری ہے۔ اور ایسے موقعہ پر ضروری ہے۔ کہ انسان سے کسی وقت سچ بھی نکل جائے کیونکہ جب عمداً غلط بیانی کی جائے۔ تو اس کو پورے طور پر نباہنا مشکل ہوتا ہے۔ اور ایسے لوگوں کا حافظہ بہت کمزور ہوتا ہے۔ ان کو یاد نہیں رہتا۔ کہ ابھی ہم کیا کہہ آئے ہیں۔ چنانچہ اسی آیت پر بحث کرتے ہوئے۔ انہوں نے اپنے عدم حافظہ کا عجیب ثبوت دیا ہے۔ اس موقعہ پر انہوں نے ارتداد کے متعلق تین آیات پر جرح کی ہے۔ اور آیت زیر بحث اس سلسلہ میں آخری آیت ہے۔ جس کے متعلق انہوں نے اپنی ضمیر کے خلاف اس امر پر زور دیا ہے۔ کہ یہاں قیمت کے معنے عام مرتدین کے لئے قتل کے ہی ہیں۔ لیکن جونہی وہ اس آیت پر اپنی بحث کو ختم کر چکتے ہیں۔ ان کے سارے دلائل فوراً ان کے حافظہ سے نکل جاتے ہیں۔ اور جو کچھ تکلف سے انہوں نے ثابت کرنا چاہا تھا۔ وہ سب ان کو فراموش ہو جاتا ہے۔ اور ان تینوں آیات پر بحث ختم کرنے کے بعد پہلی بات جو ان کے قلم سے نکل جاتی ہے۔ وہ یہ ہے ”بلا شبہ ان تینوں آیات قرآنی میں سزائے قتل کا کوئی ذکر نہیں“

مولوی صاحب! آپ بھول گئے۔ تیسری آیت میں تو ضرور سزائے قتل کا ذکر ہے۔ کیونکہ آپ نے بڑی کوشش سے یہ ثابت کرنا چاہا تھا۔ کہ یہاں عام مرتدین کے لئے موت کے معنے طبعی موت نہیں۔ بلکہ قتل کے ہیں۔ اور آپ نے بڑی حکمتیں بیان فرمائی تھیں۔ کہ یہاں خدا تعالےٰ نے بجائے قتل کے موت کا لفظ کیوں اختیار کیا ؏

مولوی صاحب! حافظہ نباشد والی بات صحیح ہے۔ میں نے یونہی آپکے اس دعوے کی تردید کی کوشش کی۔ آپ نے تو خود بھی اپنے سابقہ [illegible] لکھا تھا۔ [illegible] خط [illegible] کھینچ دیا۔ کہ بلا شبہ ان تینوں آیات قرآنی میں سزائے قتل کا کوئی ذکر نہیں ؏

چودھویں صدی کے مولوی

اگر کوئی مفلس اور نادار متارک صلوٰۃ مرجائے۔ اور اتنی جائداد نہ چھوڑ جائے۔ کہ اس کی نمازوں اور روزوں کے فدیہ کے لئے کافی ہو سکے۔ تو اس صورت میں چودھویں صدی کے مولوی صاحبان کا یہ ارشاد ہے ؏

”جو اس قدر مال میت نہ ہو۔ یا ولی میں اس قدر مقدرت نہ ہو۔ (کہ حساب کرکے مردہ کی نمازوں اور روزوں کی بجائے نقد یا جنس ادا کر سکے) تو یوں کرے جس قدر اناج یا اس کی قیمت دینے پر قادر ہو۔ اسی قدر نماز و روزوں کے فدیہ میں وہ کسی فقیر کو دے پھر وہ فقیر اپنی خوشی سے ولی میت کو وہ اناج یا نقدی واپس کردے۔ اور ولی اس پر قبضہ کرنے کے بعد پھر فقیر کو دیدے۔ فقیر پھر اس ولی کو دے دے۔ اور اسی طرح اتنی بار لوٹ پھیر کرے۔ کہ میت کے تمام روزوں کا فدیہ ادا ہو جائے گا“ (الفقیہ ۱۴ ارجون)

——— ❋ ———

گویا جو کچھ بھی اس کے گھر میں ہو۔ وہ نکال کر مولوی صاحبان کے سامنے رکھ دیا جائے۔ اور اس بات کی کوئی پروا نہ کی جائے۔ کہ مرنے والے کی بیوہ اور چھوٹے چھوٹے بچے کیا کھائیں گے۔ اس کے بعد حساب ہوگا۔ کہ وہ کتنے روزوں اور کتنی نمازوں کے لئے صدقہ ہو سکتا ہے۔ اور پھر اسی مال کو حسب ہدایت بالا اتنی بار الٹ پھیر کیا جائیگا کہ سب نمازوں اور روزوں کا ”قرضہ“ بے باک ہو جائے۔

——— ❋ ———

مگر سوال یہ ہے۔ کیا خدا تعالےٰ کے ساتھ یہ صریح دھوکہ بازی نہیں۔ کہ جو مال ایک آدھ روزے یا نماز کے لئے فدیہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی کو الٹ پھیر کر ساری نمازوں اور ساری عمر کے روزوں کے معاوضہ میں دیا جائے ؏

——— ❋ ———

ممکن ہے۔ اس کے جواب میں یہ کہا جائے۔ کہ جب فدیہ لینے والا ”اپنی خوشی سے“ لینے کے بعد واپس کر دے گا۔ تو پھر وہی مال بقیہ نماز روزہ کے بدلے دینے میں کیا حرج ہے۔ اگر اس جواب کو درست بھی فرض کر لیا جائے۔ تو اس صورت میں کیا کیا جائے گا؟ جب فدیہ لینے والا بخوشی واپس کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ کیا اس سے جبراً واپس لے کر الٹ پھیر کیا جائے گا۔ یا مردہ کو نماز روزہ بخشوائے بغیر ہی رخصت کر دیا جائے گا ؏

——— ❋ ———

اسی قسم کے بہت سے سوالات اس شرمناک ”حیلہ بازی“ کے متعلق پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ ایسا گندہ خیال اور اتنا گمراہ کن عقیدہ ہے۔ کہ ہر شخص جو ذرا بھی عقل و سمجھ رکھتا ہو۔ اس پر نفرین کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس لئے میں سب سوالات پیش کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اور صرف یہ کہکر اس بیان کو ختم کرتا ہوں۔ کہ مسلمان اس زمانہ کے مولویوں کی اس قسم کی حیلہ سازیوں پر غور کرکے بتائیں۔ ان میں کہاں تک رشد و ہدایت باقی رہ گئی ہے کیا اس فرقہ کی ایسی حالت ثبوت نہیں ہے اس بات کا۔ کہ یہ لوگ صراط مستقیم بتلانے کی بجائے لوگوں کو گمراہی اور ضلالت میں گرا رہے ہیں ؏

——— ❋ ———

مذکورہ بالا مضمون کے سلسلہ میں ذیل کا تازہ واقعہ نگاہ عبرت سے دیکھا جائے گا۔ گجرات (پنجاب) سے ایک نامہ نگار تحریر فرماتے ہیں۔ یہاں ایک مشہور ہندو ساہوکار رہتا۔ جس نے گھر میں کنجنی ڈال رکھی تھی۔ حال میں جب وہ لعنتہؐ عدم آباد سدھارا۔ تو یہ نظارہ دیکھنے میں آیا۔ کہ ایک طرف اس کی لاش نذر آتش ہو رہی تھی۔ تو دوسری طرف ”علماء کرام“ اس کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے قرآن کریم کا دور کر رہے تھے۔ جن کی تواضع نقدی اور حلوے کے طباقوں سے کی گئی یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ انہی علماء نے اس کا چالیسواں بھی کیا۔ اور خوب مزے اڑائے ہیں ؏

——— ❋ ———

ان حالات میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ چودھویں صدی کے مولویوں نے اپنے آپ کو بہشت کا واحد ٹھیکیدار سمجھ کر یہ قانون پاس کر دیا ہے۔ کہ جو شخص ان کے کام و دہن کی تواضع کر دے۔ یا ان کی مٹھی گرما دے۔ اسے وہ جنت میں داخل کرا دینگے خواہ وہ ہندو ہو یا عیسائی۔ یہودی ہو یا دہریہ۔ اور خواہ وہ کتنے ہی عیوب اور برائیوں میں ملوث ہو ؏

——— ❋ ———

معزز معاصر ”ہمدرد“ علماء ہند کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے۔ انہوں نے ”فتویٰ کفر“ کے پرانے طریقہ کو جلا دیکر اس میں یہ جدت پیدا کر لی ہے۔ کہ اب فتویٰ اس طرح دیا جاتا ہے ”تو کافر۔ تجھے کافر نہ سمجھنے والا کافر۔ تیری بیوی پر طلاق تجھے کافر نہ سمجھنے والے کی بیوی پر طلاق“

میرے خیال میں مسلمانوں کو اس پر بھی شکر کرنا چاہیئے۔ ورنہ اگر مولوی صاحبان یہ فتویٰ دیدیں۔ کہ تو کافر تیری اولاد کافر تیری اولاد کی اولاد کافر۔ تیری بیوی پر طلاق اور تیری اولاد کی بیویوں پر طلاق“ تو پھر علماء کی زبان یا قلم کو کون پکڑ سکتا ہے“

——— ❋ ———

کیا کابل میں کوئی احمدی نہیں؟

امیر صاحب کابل کی ایک تقریر

"پچھلے دنوں امیر صاحب کابل کی ایک تقریر جس میں احمدیوں کی سنگساری کا بھی ذکر تھا۔ ہندوستان کے اردو انگریزی اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ اس کے متعلق ۱۴ر جولائی ۱۹۲۵ء کے اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ میں ایک مضمون شائع ہوا جس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے :-

کابل کی ان وحشیانہ سنگساریوں کا ذکر کہ جن پر پچھلے دنوں بہت کچھ لے دے ہوتی رہی۔ اب آہستہ آہستہ بند ہو چکا تھا۔ کہ امیر صاحب افغانستان کی اس تازہ تقریر نے جو انہوں نے (سمت جنوبی) کی فتحمند افواج کے سامنے ان کے ہیڈ کوارٹر (چین حضوری) میں کی۔ لوگوں میں پھر ایک ہیجان پیدا کر دیا ہے اور اس بند شدہ ذکر کو پھر چھیڑ دیا۔ یہ تو یقینی بات ہے۔ کہ امیر صاحب میں اتنی جرأت نہیں۔ کہ وہ اپنی حکومت کی اس بہت بڑی غلطی کو کھلے طور تسلیم کر لیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بغاوت خوست کی بھینٹ چڑھنے والی ان قربانیوں کو وہ بڑے شاہانہ غرور کے انداز میں ظاہر کرتے ہیں۔ مگر حیرت ہے۔ کہ اسی پر اکتفا نہ کرتے ہوئے انہوں نے اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے اپنے ایڈریس میں بالکل غیر ضروری اور غلط باتیں بیان کر دیں۔ اور ایک پر جوش طریق پر سامعین سے دریافت کیا۔ کہ کیا انہوں نے مملکت افغانستان کے حدود کے اندر کسی سپاہی یا رعایا کے کسی فرد یا کسی تاجر یا کسی بار خشیار آدمی یا کسی افسر کے متعلق کبھی سنا ہے۔ کہ اس نے ملعون قادیانی (نعوذ باللہ من ذالک) کا مذہب اختیار کیا ہو۔ اور اس پیرائے میں انہیں یقین دلایا۔ کہ کوئی ایک متنفس بھی تو سرزمین افغانستان میں ایسا نہیں جو احمدی ہو۔

امیر صاحب کا یہ بیان ان واقعات کے چہرہ سے پردہ اٹھا دیتا ہے۔ جن کو ایک عجیب انداز میں پوشیدگی اور اخفا میں رکھنے کی کوشش کی گئی۔ اور ساتھ ہی یہ جھوٹ بھی ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر اس پر اعتبار کرنے کی کوشش کی جائے۔ تو بھی بغیر کافی تامل اور غور کے ایسا نہیں ہو سکتا۔ الغرض نیک نہاد اور غیر متعصب اشخاص کے یہ یقین کرنے کے لئے کہ امیر کابل کا یہ بیان بالکل صداقت سے خالی ہے۔ مسٹر مارٹن کی کتاب "انڈر دی ابسولیوٹ امیر" کا سرسری طور پر بھی مطالعہ کافی ہوگا۔ اس غیر جانبدار انگریز نے جو کہ مرحوم صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کی سنگساری کے وقت کابل میں "انجنیئر ان چیف" کے عہدہ پر مامور تھا۔ اور والی اور رعایا دونوں کی طرف سے عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ صاحبزادہ صاحب کا ذکر جو کہ نہایت ہی سنگدلی کے ساتھ سنگسار کئے گئے اپنی کتاب کی بارھویں فصل "لائف آف یورپین اِن کابل" میں کیا ہے۔

چنانچہ وہ لکھتا ہے "صاحبزادہ صاحب بلحاظ نسل کے سید تھے۔ اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ ان کے مرید تھے۔ جو طول و عرض افغانستان میں پھیلے ہوئے تھے۔ چونکہ تمام مملکت افغانستان میں ان کے لگے کا کوئی عالم نہ تھا۔ اور ویسے بھی وہ ایک با اثر بزرگ تھے۔ اس لئے امیر حبیب اللہ خاں کی رسم تاجپوشی انہوں نے ادا کی۔ اور قسام ازل نے صرف انہیں کی قسمت میں یہ لکھا۔ کہ وہ اس موقعہ پر اپنے قاتل یعنی امیر حبیب اللہ خاں کو دستار بندی کرائیں۔ جو کہ ممالک مشرقیہ میں ایک ممتاز اور متبرک فعل سمجھا جاتا ہے۔ اس بات کو بیان کرنے کے بعد کہ "امیر حبیب اللہ خاں نے صاحبزادہ صاحب کے جوابات میں کوئی ایسی بات نہ پائی۔ جو سچے مذہب یعنی اسلام کے برخلاف ہو۔ اور جو انہیں کافر و ملحد ٹھیرا سکے۔" مسٹر مارٹن بیان کرتا ہے۔ "صاحبزادہ صاحب کو سردار نصر اللہ خاں کے پاس بھیجا گیا۔ جو اس وقت ملا سے زیادہ مذہب کے متعلق علمیت رکھنے والا سمجھا جاتا تھا۔ لیکن سردار صاحب موصوف بھی صاحبزادہ صاحب کو ملزم نہ قرار دے سکے۔ اس وجہ سے کابل کے بارہ لائق ترین ملاؤں کی ایک پنچایت اس تصفیہ کے لئے بٹھائی گئی۔ لیکن ان کی جرح و قدح نے بھی کوئی ایسی بات نہ پیدا کی۔ جس سے صاحبزادہ صاحب کا رشتہ مذہبیت منقطع کیا جا سکتا۔ انہوں نے بھی حقیقت حال کی اطلاع امیر صاحب کو دے دی۔ لیکن امیر صاحب نے ان بارہ ملاؤں کے فیصلہ کو یہ کہکر مسترد کر دیا۔ کہ اس کو ضرور قصوروار ٹھیرانا چاہیئے۔ چنانچہ صاحبزادہ صاحب کو پھر ان ملاؤں کے پاس بھیجا گیا۔ جنہیں کہلا بھیجا کہ وہ ایک ایسے کاغذ پر دستخط کر دیں۔ جس میں صاحبزادہ صاحب کے متعلق لکھا تھا۔ کہ وہ مرتد ہیں۔ اور قابل گردن زدنی۔ مگر اس دفعہ بھی ان ملاؤں نے صاحبزادہ صاحب کی بے گناہی کا اقرار کیا۔ اور صاف طور پر کہہ دیا۔ کہ وہ ان میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھتے۔ جو ان کے اپنے مذہب کے برخلاف ہو۔ لیکن ان ملانوں میں سے دو ملانوں نے جو کہ سردار نصر اللہ خاں کے خاص دوست تھے۔ اور اس معاملے میں سردار نصر اللہ خاں نے انہیں خاص ہدایات دے رکھی تھیں صاحبزادہ صاحب کی موت کا فتویٰ دے دیا۔ اور ان دونوں ملانوں کے فیصلے کی بناء پر ہی صاحبزادہ صاحب کو ملزم گردانا اور سنگسار کیا گیا۔

ایک غیر جانبدار اور اس معاملہ سے کسی قسم کی دلچسپی نہ رکھنے والے انگریز مصنف کی تصنیف کا یہ خلاصہ نہ صرف صاحبزادہ صاحب کی عظمت اور شان ظاہر کرتا ہے۔ بلکہ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ کابل میں اس قسم کے امور کس طرح سرانجام دئے جاتے ہیں۔ اور کس طرح تنخواہ دار ملانوں سے حسب منشا فتاویٰ حاصل کئے جاتے ہیں۔ اور کس طرح ادنےٰ ادنےٰ اشخاص کے فیصلوں کی بناء پر لوگوں کو تہ تیغ کر دیا جاتا ہے۔

امیر صاحب کابل کا اپنی حکومت کے حدود کے اندر کسی احمدی کے عام اس سے کہ وہ رعیت میں سے ہو یا تاجرانہ حیثیت میں وہاں پہنچا ہو موجود ہونے کا انکار کرنا۔ اس وقت بلا ریب ایک اچنبھا سا معلوم ہوتا ہے۔ جب کہ ایسے آدمی بھی موجود ہوں۔ جنہوں نے شورش خوست کے حالات کو اچھی طرح مطالعہ کیا۔ اور جنہیں پائنیر کے سرحدی نامہ نگار کے پچھلے سال کے وہ برقی پیغام ابھی نہیں بھولے۔ جبکہ خوست کی بغاوت ابھی پھوٹ ہی رہی تھی۔ اور باغیوں نے اس علاقے کے احمدیوں کے گاؤں جلا دئے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ باغیوں نے جب اپنے آپ کو شاہی افواج کے مقابلے عہدہ برآ ہوتے نہ دیکھا۔ تو جنون و وحشت کے ہاتھوں اس بہانے سے بے بس اور نہتے احمدیوں پر ٹوٹ پڑے۔ اور ان کے دو تین گاؤں بالکل خاک سیاہ کر دئے۔ کہ ان اصلاح یافتہ اشخاص نے شائد امیر کو ہمارے برخلاف اکسایا ہے۔ مگر طرفہ ماجرا تو یہ ہے۔ کہ ہز مجسٹی امیر کابل کے غضب و عتاب کے تازہ اور نئے شکار رعیت کے یہی منکسر المزاج امن پسند افراد" اور "تجارت پیشہ اشخاص" ہوئے۔ اور صرف یہی ایک وجہ ہے۔ کہ ان کی معصومانہ خونریزیاں ان تکلیف دہ نقصانات کو بہ سبب ان کی اس بے بسی کے قطعاً ناقابل عفو بنا رہی ہے۔ جس سے وہ اس قابل ہی نہیں ہو سکتے۔ کہ کسی بیرونی ملک یعنی حکومت برطانیہ کیساتھ سازش کریں اور اپنے ملک پر اپنے ہی ہاتھوں تباہی لائیں اور اس طرح حکومت افغانستان کے لئے کسی خوف کا باعث ہوں۔

یہ خیال کر لینا نہایت ہی دہشت انگیز ہے۔ کہ کوئی ایسی شرعی حجت بھی ہے۔ جس کی رُو سے کوئی شخص محض اختلاف عقائد کی بناء پر کمر تک اس لئے زمین میں گاڑ دیا جائے۔ کہ چہار اطراف سے اس پر پتھروں کی بوچھاڑ کر کے اس کا کام تمام کر دیا جائے۔ اور آخر کار بجائے اس کے کہ اس کی لاش کو کنار گور میں دینے کے لئے اس کے لواحقین اور پسماندگان کے سپرد کیا جائے۔ اسے جنگلی درندوں کے لئے کھلا چھوڑ دیا جائے۔ تاکہ وہ خوب سیر ہو کر شکم درندگی کر سکیں۔

اس قسم کی کسی سزا کا رسول عربی (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی طرف سے جاری کئے جانے کا خیال آپ کی زندگی کے اس واقعہ سے ہی مفقود ہو سکتا ہے۔ جو ایک حیوان کے چہرہ کو زخمی دیکھ کر لوگوں سے یہ کہنے کے متعلق ہے۔ کہ اگر اس کا مارنا ایسا ہی ضروری تھا۔ تو بجائے منہ پر مارنے کے جسم کے کسی دوسرے حصے پر مار لیا جاتا۔ احمدیوں کی سنگدلانہ سنگساریاں اسی طرح ہر اس شخص کو جس کی ضمیر زندہ ہو۔ ابھارتی ہیں۔ جس طرح اطالوی انجنیئر پیپر نو کے باوجود مقتول پولیس مین کے پس ماندگان کو خون بہا ادا کر دینے کے پھر بھی دار پر کھینچا جانا۔ نیز اس بات کا ثبوت بھی بہم پہنچاتی ہیں۔ کہ کس طرح ایک غیر دیانتدارانہ طریق پر تعزیرات شرعی کو اس حکومت میں برتا جاتا ہے۔ جو اپنے آپ کو اسلامی حکومت بتلاتی ہے۔ اصل بات تو یہ ہے۔ کہ کابل کی اس قسم کی سزائیں۔ کہ جو نہ کبھی سننے میں آئیں۔ اور نہ ہی سوائے زمانہ جہالت کے کہیں ان کا نشان ملتا ہے۔ قطعاً اسلامی قانون میں جائز نہیں ہیں اور نہ ہی کسی مہذب ملک میں جاری ہیں۔ بلکہ یہ صرف کابل کے ستم گر افسروں کی خودسری اور پرانے خیال کے تنخواہ دار ملاؤں کے تعصب اور ناواقفی کی وجہ سے ہیں۔

اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰

ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج جھنگ

فرم نہال ولد سکھو رام بذریعہ بدھو رام ولد جیونداس ذات نیرہ سکنہ بستی نوہانی تحصیل شورکوٹ بنام عبدالرحیم خاں وغیرہ

دعوی ساحصہ

اشتہار بنام عبدالرحیم خاں۔ عبدالرحمن خاں۔ غلام سرور پسران عبدالکریم خاں اقوام پٹھان سکنائے کوٹلہ محمد ظریف خاں تحصیل شورکوٹ۔

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے کہ مدعا علیہم دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہے ہیں۔ اسواسطے اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہم مورخہ ۲۴؍ ۸؍ ۲۵ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کریں۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ کی جاویگی۔ تحریر ۲۵ ۷ ۲۴

دستخط حاکم مہر عدالت

ہندوستان کی خبریں

—— سر پی سی - رائے نے ایک اپیل شائع کی ہے جس میں بتایا گیا ہے - کہ جب تک دس لاکھ روپیہ کی رقم پوری نہ ہو جائے مہاتما گاندھی جی بنگال سے باہر نہ جائیں گے - اس مقصد کے لئے مہاتما جی آخر اگست تک بنگال میں قیام پذیر رہیں گے ؛

—— حکومت بنگال نے موتی لال رائے کی ایک کتاب "ستت بر تنیر بنگالس" اس بنا پر ضبط کرلی ہے - کہ اس میں بعض ایسے الفاظ تھے - جن سے حکومت کی طرف سے نفرت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں ؛

—— خان بہادر مولوی بشیر الدین صاحب بنیجر اسلامیہ ہائی سکول اٹاوہ اس اسکول کو انٹرمیڈیٹ کالج بنانے کی تجویز کر رہے ہیں جس کے لئے دو لاکھ روپیہ کی فراہمی کے لئے اپیل کی گئی ہے -

—— ٹیکسلا ریلوے اسٹیشن (پنجاب) پر ایک یورپین گارڈ ایک ہندوستانی مسافر کو جو فٹ بورڈ پر گر گیا تھا بچانے کے لئے خود لائن پر گر کر دو ٹکڑے ہو گیا -

—— سپہ سالار ہندوستانہ پارٹی کے ۲۸ ر جولائی کی شام کو تحوچنا پلی پہنچے - اور آج دوپہر کو کردی کنال کو روانہ ہو گئے

—— سر شادی لال چیف جسٹس لاہور کشمیر میں موسم گرما کی تعطیلات گذارنے کے لئے چلے گئے ہیں ؛

—— لاہور میں کوکین کی مخبری ہونے پر میاں عبدالرحیم صاحب مجسٹریٹ اور محکمہ آبکاری کے دو افسر موٹر میں محمد اسلم خاں کے مکان پر گئے - اور مؤخر الذکر دونوں افسر برقع پہن کر مکان میں داخل ہوئے اور تلاشی لی - لیکن دو اگست کو یہ واقعہ ہوا - کہ محمد حسین خاں کی بیٹھک پر گولیاں چلیں - اس کے بعد معلوم ہوا کہ محمد حسین خاں کے تین گولیاں اور محمد اسلم خاں کے ایک گولی لگی ہے

—— اس واقعہ کے متعلق دو مختلف بیانات ہیں - بعض لوگوں کا بیان ہے - کہ محمد حسین خاں نے محمد اسلم کو اپنی بیٹھک پر بلایا - اور اس پر گولی چلائی - اس پر محمد اسلم نے پستول چھین کر محمد حسین پر تین گولیاں چلائیں - دوسرے لوگوں کا بیان ہے - کہ محمد اسلم نے پہلے محمد حسین پر گولیاں چلائیں - اور اس کے بعد خودکشی کرنے کے لئے اپنے سینے پر گولی مار لی -

—— کلکتہ راجہ بازار میں جہاں گذشتہ سال محرم کے موقعہ پر فساد ہوا تھا - مسلمانوں کی دو مختلف جماعتوں میں لڑائی ہو گئی اور دس آدمی زخمی ہوئے - جن میں ایک پولیس انسپکٹر ایک جمعدار اور ایک سپاہی بھی شامل ہے - جھگڑا اس بنا پر شروع ہوا - کہ کس جماعت کا تعزیہ سب سے آگے رہے گا - ہر گروہ نے دوسرے پر پتھر پھینکے - اور لکڑیاں اور لاٹھیاں آزادی سے استعمال کی گئیں - پولیس نے فوراً مداخلت کی اور بمشکل تمام صورت حالات پر قابو حاصل کیا - اب کثیر التعداد پولیس جائے وقوع کی حفاظت کر رہی ہے ؛

—— دہلی ۲ ر اگست ہندوستان کے مختلف خاص خاص شہروں سے اطلاع ملی ہے - کہ وہاں محرم بخیر و خوبی گذر گیا - اور کہیں کسی قسم کا فرقہ وارانہ فساد رونما نہیں ہوا - کلکتہ میں البتہ خود مسلمانوں ہی میں کچھ فساد ہو گیا - جس میں دس آدمی زخمی ہوئے

—— لاڑکانہ کے ڈسٹرکٹ لوکل بورڈ نے قرار دیا ہے - کہ لاڑکانہ بورڈ کو ڈی - جے سندھ کالج کو گرانٹ دینا بند کر دینا چاہیئے کیونکہ کالج کے بورڈ نے اس کا یہ مطالبہ پورا نہیں کیا - کہ پچاس فیصدی نشستیں مسلمانوں کو دی جائیں ؛

—— کراچی بار نے فیصلہ کیا ہے - کہ گورنمنٹ سے یہ درخواست کی جائے - کہ صوبہ سندھ میں سپیشل اور آنریری مجسٹریٹوں کے عہدوں کو اڑا دیا جائے ؛

ممالک غیر کی خبریں

—— غازی عبدالکریم آف ریف نے ٹائمز کے نامہ نگار سے کہا - جب تک امید تواری کی آخری جھلک باقی ہے ہم معروف جہاد رہیں گے - جو وقت یاس ہم سب سے پہلے اپنی خواتین کو قتل کریں گے - پھر اپنے اطفال کو ذبح کریں گے - بعد ازاں داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے ذوق شہادت میں آگے بڑھیں گے اور میدان کارزار میں شہید ہو جائیں گے ؛

—— جرمن وزارت میں تجویز پاس ہوئی ہے - کہ زیپلن کمپنی قطبی علاقہ کے تجسس کے لئے ایک ہوائی جہاز تیار کرے - جو ۹۰ سے ۱۱۰ میل فی گھنٹہ تک چل سکے - اور جس میں چار سو گھوڑے کی طاقت والے پانچ انجن ہوں - اور جس کا حجم ایک لاکھ مکعب فٹ ہو - یہ ہوائی جہاز قطبی مہم کے لئے استعمال کیا جائے گا ؛

—— ترکی و سوئٹزرلینڈ میں دوستانہ معاہدہ طے پا گیا ہے - اب صرف غازی کمال پاشا رئیس جمہوریہ کی تصدیق باقی ہے -

—— حکومت جاپان نے حکومت مصر سے درخواست کی ہے - کہ قاہرہ میں جاپانی سفارت خانہ قائم کرنے کی اجازت دی جائے اور جاپان میں مصری سفارتخانہ قائم کیا جائے ؛

—— حال میں ایک زلزلہ نے ایک عمارت کی تمام خامیاں دور کر دیں - روٹاوا (امریکہ) کے وکٹوریہ میوزیم کی عمارت میں جا بجا شگاف پڑے ہوئے تھے - زلزلہ نے وہ تمام شگاف درست کر دیئے - اور اب میوزیم کی عمارت بہمہ وجوہ مستحکم و مضبوط اور تمام عیوب سے خالی ہو گئی ہے ؛

—— اخبار "ٹائمس" کا نامہ نگار مقیم صوفیہ لکھتا ہے - کہ خیال کیا جاتا ہے - کہ یگوسلافیہ اور بلغاریہ میں جو بدمزگی پیدا ہو گئی تھی - وہ رفع ہو گئی ہے - اور سرحدی بلغاریوں کو آمد و رفت کی اجازت دیدی جائے گی - اس یگوسلافی کے لئے بلغاریہ تاوان دینے کے لئے تیار ہے - جس کے متعلق بیان کیا گیا ہے - کہ وہ مار ڈالا گیا ہے یا گم ہے ؛

—— طوفان شدید کی بدولت فرانس میں انگوروں کے باغات اور فصلوں کو بہت نقصان پہنچا - گارڈن سے بڑھتا ہوا سیلاب ایک کارخانہ کو بہا لے گیا - دو پل توڑ دیئے اور ریل کو بھی نقصان پہنچا ہے - جس کے چار مسافر بالکل غائب ہو گئے بجلیاں گرنے سے بھی کئی موتیں ہوئیں - اسپینس پل پر جو کینیٹ میں واقع ہے - ایک باد گولہ باغوں میں گھس گیا اور اور ایک درخت کو توڑ ڈالا - یہ درخت سڑک کے رخ گرا - اور اس کی زد سے ایک موٹر والا مر گیا - موسلا دھار بارش کیوجہ سے بہت سے علاقوں میں سیلاب آ گیا ؛

—— جاپانی کابینہ وزارت مستعفی ہو گئی ہے - اور اس کی وجہ یہ ہے - کہ جدید تجاویز محاصل کے متعلق اختلاف آرا پیدا ہو گیا تھا ؛

—— ۳۰ ر جولائی - حکومت ایران کی سپاہ نے شیخ محمرہ کے قصر پر حملہ کیا - اس پر وہ عرب قابض تھے - جنہوں نے جمعہ کو محمرہ کے بازار کو لوٹا تھا - ایرانیوں نے قصر مذکور پر ایک سخت جنگ کے بعد قبضہ کر لیا - ایرانیوں کے چھ اور عربوں کے سو آدمی مارے گئے - مزید بدامنی کی توقع نہیں (یہ برقی پیغام مکمل نہیں - اس کا کچھ حصہ خارج کر دیا گیا ہے) ؛

—— ملک فیصل "شاہ عراق" اپنے مشیران طبی کے مشورے سے لندن تشریف لے جانے والے ہیں - جہاں وہ اپنی صحت کے بارہ میں ماہرین طب سے مشورہ لینگے

—— سات سال سے امریکہ کے دو سو مصنف جنگ عظیم کی تاریخ لکھ رہے ہیں - ان دو سو میں سے ایک سو بیس تو امریکہ کے سابق وزراء ہیں - کتاب ۱۶۰ جلدوں میں ختم ہو گی - اور ابھی اس کی تکمیل کو پانچ سال کی مدت اور درکار ہو گی ؛

—— ۲۶ ر جولائی عراق کی پہلی پارلیمنٹ کا ملک فیصل نے افتتاح کیا - شاہی جلوس جس میں شاہی گارد کے سوار دستے بھی تھے - شاہی محل سے روانہ ہو کر بغداد کی بڑی شاہراہوں سے گذرتا ہوا اور ذو برنج ہوتا ہوا ایوان پارلیمنٹ تک پہنچا - راستے میں دو رویہ پیدل فوج صف بستہ کھڑی تھی اور توپوں سے سلامی اتاری ؛